سوال

اگرمجھے یقین ہوکہ اگرخاوند نے ہم بستری کا مطالبہ کیااورپھر میں نماز فجر کےلیے بیدار نہیں ہوسکوں گی توکیامیں خاوند کے مطالبہ کورد کرسکتی ہوں، خاص کرنماز فجر کے وقت ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمداللہ تعالی کےلیے، اوردوروو سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعدازاں :

اگرخاوند اپنی بیوی کوہم بستری کےلیے بلاتا ہے تو بیوی کےلیے اطاعت کرنا واجب ہے؛ کیونکہ امام بخاری اورامام مسلم رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب آدمی اپنی بیوی کواپنے بستر پر بلائے اوروہ انکار کردے اورخاوندرات ناراض ہوکر بسر کرے توصبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3237) صحیح مسلم حدیث نمبر (1436).

اس لیے یہاں خاوند کی اطاعت واجب ہے، اورنماز کا وقت شروع ہونے سے قبل سونا حرام نہیں، چاہے اس سے کے نتیجہ میں نماز فوت ہوجائے، جیسا کہ مالکیہ اورشافعی حضرات نے بیان کیا ہے

کیونکہ وقت سے قبل مکلف کونماز کا نہیں کہا جائیگا لیکن جب یقین ہوجائے کہ وہ نماز کےلیے نہیں اٹھ سکے گا، اوراس نے بیدار کرنے کےلیے بھی کسی کونہ کہا ہوتونماز کا وقت شروع ہوجانے کے بعد سونا حرام ہے

عدوی رحمہ اللہ اجھوری سے نقل کرتے ہیں کہ :

"انسان کےلیے رات کوسونا جائز ہے، اگرچہ اس کا اعتقاد ہوکہ وہ صبح تک سویا رہے گا اورنماز نکل جائیگی؛ کیونکہ وہ ایک جائزامر کوایسی چیز کےلیے ترک نہیں کرسکتا جواس پر واجب بھی نہیں

جیسا کہ باجی نے اصحاب سے نقل کیا ہے، لیکن وقت شروع ہوجانے کے بعد سونے میں گزارش ہے کہ : اگراسے یقین ہوکہ یا پھر ظن غالب ہوکہ وہ وقت نکلنے تک سویا رہے گا تو پھر اس کےلیے ایسا کرنا جائز نہیں " انتہی

یعنی جب نہ توکسی کوبیدار کرنے کا کہا جائے، اوراٹھنے کا انتظام نہ کیا جائے تویہ جائز نہیں، اوراگروقت نکلنے کا شک ہوتوپھر جائز ہے " انتہی

دیکھیں : حاشیۃ العدوی علی الخرشی (220/1).

اوردردیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" نماز کا وقت شروع ہونے سے قبل سونا حرام نہیں، چاہے اسے علم بھی ہوکہ وہ سارا وقت سوتا رہے گا، لیکن اگرظن غالب ہوکہ وقت نکلنے کے بعدتک سویا رہے گا توپھر وقت

شروع ہوجانے کے بعد سونا جائز نہیں ہے" انتہی

دیکھیں : الشرح الصغیر (233/1).

اور حاشیۃ الجمل علی منہج الطلاب میں ہے :

"اگر وقت داخل ہونے سے قبل سوگیا تو حرام نہیں چاہے اس کا ظن غالب ہو کہ وہ بیدار نہیں ہوسکے گا؛ کیونکہ ابھی تو وہ اس کا مخاطب بھی نہیں ہے

اور اگر وقت داخل ہونے کے بعد اس پر نیند غالب آگئی اور اس فعل پر عزم بھی تھا اور اس نے بندوبست بھی کیا تو پھر اس میں مطلقا حرمت اور کراہت نہیں ہے"

پھر یہاں تک کہتے ہیں :

"اگر علم ہو کہ وہ نیند میں زیادتی نہیں کر رہا، یا پھر اس کی حالت کا علم نہ ہو تو ایسے شخص کو نماز کے لیے بیدار کرنا سنت ہے

لیکن اگر علم ہو جائے کہ وہ نیند میں زیادتی کر رہا ہے، مثلا پتہ چل جائے کہ وہ وقت شروع ہونے کے بعد سویا ہے حالانکہ اسے وقت داخل ہونے کا علم تھا اور جانتا تھا کہ وقت میں نہیں اٹھ سکے گا تو ایسے شخص کو بیدار کرنا واجب ہے" انتہی

دیکھیں : حاشیۃ الجمل علی منہج الطلاب (273/1).

لیکن اس میں شافعیہ کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے :

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر نیند غالب آجائے کہ اسے تمیز ہی نہ رہے اور نہ ہی وہ نیند کو دور کر سکتا ہو تو پھر نیند کرنا جائز ہے، یا پھر اس کے ظن غالب میں ہو کہ وہ بیدار ہو جائیگا، اور نماز اور طہارت کے لیے وقت باقی رہے گا تو پھر جائز ہے، وگرنہ حرام، چاہے وقت داخل ہونے سے قبل ہی ہو، جیسا کہ اکثر نے کہا ہے، اور اس لیے ابو زرعہ کہتے ہیں :

ان لوگوں نے جو کہا ہے یہ اس کے خلاف منقول ہے" انتہی

دیکھیں : تحفۃ المحتاج (429/1).

لہذا اوپر پہلے علماء نے جو بیان کیا ہے اس کے مطابق تو نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل سونے پر گنہگار نہیں ہوگا چاہے سارا وقت ہی نیند میں گزر جائے

اس لیے جب خاوند آپ کو بلائے تو آپ اس کی اطاعت کریں، اور نماز کے لیے بیدار ہونے کی کوشش کریں، اور اس کے لیے وسائل اور اسباب مہیا کریں، مثلا الارم لگائیں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

138498